پروفیسر عبدالحی صدیقی

جاہلیت کا ایک نقاد شاعر
نابغہ ذبیانی

"تضرب لہ حمرآء من ادم بسوق عکاظ و ینشدہ الشعراء فیفاضل بینھم و یحکم" (اصمعی)

نابغہ کا نام زیاد ہے ۔ اغانی[1] اور شواہد المغنی کی شرح میں سلسلہ نسب اس طرح مذکور ہے :

زیاد بن معاویہ ، بن ضباب ، بن جناب ، بن یدبوع ، بن غیظ ، بن مُرہ ، بن عوف ، بن سعد ، بن ذُبیان ، بن بغیض ، بن ریث ، بن غطفان ، بن سعد ، بن قیس ، بن عیلان ، بن مُضر ۔

لقب نابغہ ہے اور تین لڑکیوں کے نام پر کنیت ابو آمامہ ، ابو ثمامہ اور ابو عقرب ہے[3] ۔ جلال الدین سیوطی[2] شواہد المغنی میں لکھتے ہیں کہ اصمعی اس کی کنیت ابو ثمامہ بتلاتے ہیں لیکن ابن عساکر کہتے ہیں کہ محفوظ ابو امامہ ہے۔ ابن درید وشاح میں لکھتے ہیں کہ اس کی کنیت ابو امامہ اور ابو عقرب ہے[4] ۔

بغدادی نے آمدی کی المؤتلف و المختلف سے نقل کیا ہے کہ نابغہ آٹھ ہو گزرے ہیں ۔ ۱۔ نابغہ ذبیانی ۔ ۲۔ نابغہ جعدی جو صحابی ہیں ۔ ۳۔ نابغہ بنی الدیان الحارثی ۴۔ نابغہ شیبانی ۔ ۵۔ نابغہ غنوی ۔ ۶۔ قابغہ عدوانی ۔ ۷۔ نابغہ ذبیانی جو بنی قتال بن یربوع سے تھا ۔ ۸۔ نابغہ تغلبی جس کا نام حارث تھا[5] ۔

ادباء نے اس کے لقب نابغہ کی مختلف وجہیں بیان کی ہیں ۔ اصفہانی[6] لکھتے ہیں

کہ راویان اشعار نے ذیل کے شعر کو نابغہ کے لقب کی وجہ قرار دیا ہے۔

وحلت فی بنی القیس بن جسر
فقد نبغت لهم منا شؤون

ابن قتیبہ اور بغدادی نے بھی توجیہ لقب میں اس شعر کو پیش کیا ہے[۸] مگر یہ توجیہہ درست معلوم نہیں ہوتی چنانچہ فواد البستانی لکھتے ہیں کہ یہ توجیہہ اس لئے بھی صحیح نہیں کہ یہ شعر دیوان نابغہ میں موجود نہیں[۹]۔ لیکن البستانی کا یہ قول درست نہیں کیونکہ شعر مذکور نابغہ کے ایک قصیدہ نونیہ میں موجود ہے[۱۰]۔ بعض کا خیال ہے کہ اس لقب کی وجہ یہ ہے کہ نابغہ نے اچانک اس وقت شعر کہنے شروع کئے جب وہ پختہ عمر کو پہنچ چکا تھا[۱۱]۔ ابن قتیبہ لکھتے ہیں: نبغ بالشعر بعد ما احتنک و هلک قبل ان یهتر[۱۲]۔ یعنی پختہ عمر میں شعر کہا اور بڑھاپے میں عقل زائل ہونے سے پہلے فوت ہوگیا۔ جمعی نے بھی طبقات الشعراء میں ایسا ہی نقل کیا ہے[۱۳] الاب لویس شیخو۔ مصنف شعراء النصرانیہ نے بھی اس قول کی تائید کی ہے۔ لیکن نابغہ کے اشعار سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کیونکہ اس کے اکثر قصائد میں شباب کا جذبہ اور جوش موجود ہے۔ علاوہ ازیں جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اس نے ۵۵۴ء میں عمرو بن ھند کی مدح کی بلکہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ عمرو بن ھند کے والد منذر ثالث سے اس کے عہد حکومت کے آخری ایام میں وابستہ رہا ہے۔ اور پھر ابو قابوس نعمان بن منذر کے آخری عہد یعنی ۶۰۲ تک موجود تھا تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ قریباً ۵۰ برس تک شعرگوئی میں مصروف رہا[۱۴]۔

بعض کا خیال ہے کہ یہ لقب کثرت شعر اور عزارت مادہ پر دلالت کرتا ہے چنانچہ عرب کہا کرتے ہیں نبغت الحمامة (کبوتری نے گایا) نبغ الماء (پانی پھوٹ نکلا) نبغ بالشعر (شعر میں ماہر ہوا) گویا ان کا خیال ہے کہ اس کی شعر گوئی کا مواد منقطع نہیں ہوتا جیسے پھوٹنے والے چشمے کا پانی ختم نہیں ہوتا شیخو یسوعی نے مجانی الادب میں اس لقب کی یہی وجہ بیان کی ہے حیث قال:

"و انما لقب نابغة لطول باعه فی الشعر"[۱۵] یہی وجہ قرین قیاس ہے۔

ابن منظور لکھتے ہیں : نبغ الرجل ینبغ نبغاً ، لم یکن فی ارثه الشعر ثم قال و اجاد ۔ و منه سمی النوابغ من الشراء نحو الجعدی و الذبیانی وغیرهما اس کے بعد لکھتے ہیں و النابغة الشاعر المعروف سمی بذالک نظهوره ۔ و قیل سماه زیاد بن معاویة لقوله ۔

و حلت فی بنی القین بن جسر
و قد نبغت لنا منهم شؤون[۱۶]

ابن منظور کی اس تصریح سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ نابغہ کے لقب کی وجہ یہ ہے کہ اچانک نہایت اچھے شعر کہنے لگ گیا حالانکہ شعر اسے بطور وراثت کے نہیں ملا یعنی جس طرح زہیر بن ابی سلمی کے خاندان میں شعر کا چرچا تھا ۔ نابغہ کا خاندان اس طرح کا نہ تھا ، اس کے خاندان میں اور کوئی مشہور شاعر نہیں ہوا ۔ الوسیط میں بھی اس کے لقب کی وجہ یہی لکھی ہے "و لقب بالنابغة لنبوغه فی الشعر فجأة و هو کبیر بعد ان امتنع علیه و هو صغیر"[۱۷] ۔

نابغہ کی ولادت اور وفات .

کسی روایت سے بھی نابغہ کے سنہ ولادت اور عمر کا پتا نہیں ملتا ، مگر اس میں شک نہیں کہ وہ نعمان بن منذر کے قتل ہونے کے بعد تک زندہ رہا ہے ۔ چنانچہ صاحب آغانی لکھتے ہیں کہ جب نابغہ کو نعمان کے قتل کی خبر پہنچی اور اسے اس سلوک سے آگاہ کیا گیا جو کسریٰ نے نعمان کے ساتھ کیا تھا تو کہنے لگا طلبه من الدهر طالب الملوک اور اس کے بعد چند اشعار بھی پڑھے[۱۸]۔ نعمان بن منذر کا قتل ۶۰۲ء میں ہوا لہذا یہ بعید نہیں کہ نابغہ اس کے بعد کچھ مدت زندہ رہا ہو ۔ یہ حقیقت بھی اپنی جگہ ثابت ہے کہ حرب داحس و غبرا کے اختتام یعنی ۶۰۴ء[۱۹] تک نابغہ زندہ نہ تھا ۔ لہذا بعض مؤرخین کی اس بات کو صحیح تسلیم کر لینا قرین قیاس ہے کہ نابغہ کا انتقال ۶۰۴ء میں ہوا[۲۰] ۔

نابغہ نے ایک طویل عمر پائی ، اس کے تمام بال سفید ہو چکے تھے چنانچہ نعمان بن حارث کے مرثیہ میں وہ خود کہتا ہے

دعاک الھویٰ و استجعلتک المنازل
و کیف تصابی المرء و الشیب شامل[۲۱]

اس لئے یہ عجیب نہیں کہ نابغہ نے منذر ثالث بن ماء السماء (۵۰۵-۵۵۴) کا زمانہ بھی پایا ہو جو حیرہ کا بادشاہ تھا چنانچہ اس نے اس کی اور اس کے جانشین عمرو بن ھند کی مدح کی ملاحظہ ہو قصیدہ میمیہ جس کا مطلع یہ ہے -

اتارکہ تدللھا قطام رضیا بالتحیۃ و الکلام

نابغہ کی نشو و نما اپنی قوم کے ایک متوسط طبقہ میں ہوئی اور بلحاظ شرف و مجد وہ اپنے قبیلے کے چوٹی کے آدمیوں میں سے نہیں تھا - اس لئے رواۃ اشعار کا اس کے متعلق یہ کہنا کہ "انہ احد الاشراف الذین غض الشعر منھم" ایک بے معنی سی بات معلوم ہوتی ہے - البتہ اس میں شک نہیں کہ شاہان حیرہ اور غسانی امراء کی مدح سرائی سے اس نے دولت و ثروت حاصل کر لی تھی اور اپنی قوم کے اشراف میں شمار ہونے لگا تھا -

شعر میں پختگی کے بعد نابغہ نے حیرہ میں پہنچ کر امراء لخمیین کی مدح سرائی کی - بعض راویوں کا کہنا ہے کہ منذر ثالث ابن ماء السماء (۵۰۵-۵۵۴) سے بھی اس کا تعلق رہا ہے - اگر اسے صحیح تسلیم کر لیا جائے تو یہ اس کی حکومت کے آخری زمانے یعنی ۵۵۴ء سے کچھ پہلے کا واقعہ ہوگا - کیونکہ اسی سال یعنی ۵۵۴ء میں یہ اس معرکہ میں ہلاک ہوا تھا ، جو اس کے اور حارث بن جبلہ غسانی کے مابین قنسرین کے قریب ہوا -

اگرچہ لخمیوں کو اس معرکے میں شکست ہوئی لیکن ہمارے شاعر نے ان سے تعلق ترک نہیں کیا بلکہ جب عمرو بن ہند تخت نشین ہوا تو نابغہ وہاں موجود تھا- اور تہنیت میں اس نے ایک قصیدہ بھی پڑھا جو اس کے دیوان میں موجود ہے[۲۵]

لیکن معلوم ہوتا ہے کہ عمرو بن ہند نے نابغہ کی طرف خاص توجہ نہیں کی کیونکہ اس قصیدہ کے علاوہ دیوان میں کوئی ایسا قصیدہ موجود نہیں جس میں اس کی مدح ہو ۔ اور نہ راویان اشعار ابن ہند کے ساتھ نابغہ کے اختصاص کا ذکر کرتے ہیں ۔ اسی طرح قابوس (۵۷۰ - ۵۷۳) کے ساتھ بھی اس کے تعلق کا ذکر موجود نہیں جو عمرو بن ہند کا جانشین تھا ۔ اور نہ منذو رابع (۵۸۰ - ۵۷۳) سے اس کے اختصاص کا ذکر ہے جو قابوس کا جانشین اور نعمان ثالث ابو قابوس کا والد تھا ۔ صرف ابن قتیبہ نے الشعر و الشعراء میں لکھا ہے کہ نابغہ کا تعلق نعمان بن منذر اور اس کے باپ دادے کے ساتھ رہا ہے اور وہ اس کی عزت کیا کرتے تھے[۲۶] ۔ اور شاید اس کا سبب یہ تھا کہ ان دنوں نعمان کو اپنی اندرونی سیاست کا خاص اہتمام تھا ۔ اور ایک طرف سے اپنی قوم اور اس کے حلیفوں کے تعلقات کا خیال تھا اور دوسری طرف اُن کے دشمنوں کے حالات پیشِ نظر تھے ۔ اگرچہ یہ اُمور ساری زندگی میں اس کے پیش نظر رہے لیکن اس وقت اُس کی قوم کو اس توجہ اور اہتمام کی سخت ضرورت تھی کیونکہ خود ان کے علاقے میں ان کے اور عبسیوں کے درمیان حرب سباق کے شعلے بھڑک رہے تھے ۔ اور پھر غسانیہ کے علاقے کی حدود میں لگاتار غزوات کا سلسلہ بھی جاری ہے ۔

حرب سباق یا حرب داحس و غبرا ہیں جو ۵۶۸ء کے لگ بھگ ہوئی نابغہ کا مدعا یہ تھا کہ اس کی قوم اور بنی اسد اور بنی تمیم میں جو باہمی اعانت اور وفاداری کا معاہدہ ہے ہر حالت میں اس کی پاسداری اور حفاظت کی جائے ۔ تا کہ وہ عبسیوں اور ان کے احلاف بنی عامر کا مقابلہ کر سکیں ۔ اس کے دیوان کے اشعار سے یہ واضح ہوتا ہے کہ نابغہ کا بنی اسد کی طرف خاص رجحان و میلان تھا ۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ جنگ حلیمہ میں اُس نے اس قبیلے پر بڑا احسان کیا تھا یعنی حارث بن جبلہ غسانی نے جب بنی اسد کے بہت سے لوگوں کو قید کر لیا جو منذر کے حلیف تھے تو نابغہ نے حارث کے پاس جا کر ان کی سفارش کی تھی ۔ مگر عبسیوں اور عامریوں کو یہ معاہدہ پسند نہ تھا اس لیے اسے بگاڑنے کے لیے کبھی تو دھمکی دیتے اور کبھی منت سماجت سے کام لیتے ۔ نابغہ کبھی تو مدافعانہ طور پر جواب دیتا

اور کبھی دشمنوں کی ہجو اور حلیفوں کی مدح میں مصروف ہوتا ۔ اور اُن کے جنگی کارناموں اور فوجی قوت کو گنتا ۔ اس کے دیوان کا مطالعہ کرنے سے اُس وقت کے جنگجو قبائل کی زندگی کی صحیح تصویر سامنے آ جاتی ہے ۔ اور ہر قبیلے کی فوجی قوت اور ساز و سامان کا حال معلوم ہوتا ہے ۔ اور پتہ چلتا ہے کہ نعمان کو کیسی سیاسی قدرت حاصل تھی ۔

نابغہ نے اس اندرونی جنگ میں جس طرح اپنے حلیفوں کی حمایت کی اسی طرح غسان کے علاقے پر اپنی قوم کے حملوں کی بھی حمایت کی ۔ جنگ حلیمہ ۵۵۴ء کے بعد جس میں منذر ثالث قتل ہوا مدت تک غسانیوں اور مناذرہ کے درمیان دشمنی مستحکم رہی ۔ مگر سوائے معرکہ عین اباغ کے اُن میں کوئی قابل ذکر معرکہ نہیں ہوا ۔ جس میں منذر بن حارث نے قابوس پر فتح پائی تھی ۔ مگر فریقین عام طور پر ایک دوسرے پر حملے کرتے رہتے تھے ۔ اور جو قبائل فریقین کی سرحدوں کے پاس بستے تھے وہ بھی اس موقعہ کو غنیمت جان کر اپنے قریبی علاقے میں فساد پھیلاتے اور پھر دونوں سلطنتوں کے حلیفوں کی پناہ لیتے[۲۸] ۔

حیرہ کے لشکر میں بنی فزارہ کی ایک جماعت بھی تھی جو ذبیان کی ایک شاخ ہیں ۔ وہ بنی اسد کو ساتھ لے کر جو ان کے حلیف تھے غسان کے علاقے پر چھاپے مارتے تھے ۔ اور بعض اوقات مال غنیمت لے کر لوٹتے ۔ ایک دفعہ جب غسانیوں کے لشکر نے انھیں روکا اور اُن کے کئی آدمی قید کر لئے تو انھوں نے نابغہ کی پناہ لی ۔ اور اس نے حسب عادت ان کی سفارش کی ۔ تاریخ میں ان باہمی آویزشوں کے بعض حوادث محفوظ ہیں[۲۹] ۔

منجملہ اُن کے ایک یہ ہے کہ حصن بن حذیفہ فزاری نے اپنی قوم کے لوگوں کو ساتھ لے کر غسانیوں کی حدود پر کچھ چھیڑ چھاڑ شروع کی ۔ اس پر حارث نے غضبناک ہو کر ایک فوجی دستہ روانہ کیا ۔ اور اس نے فزاریوں اور اسدیوں کے کئی شخص قید کر لیے ۔ نابغہ نے اس موقع پر بھی ان کی سفارش کی ۔ نعمان بن حارث نے جو ایک درشت طبیعت شخص تھا کہنے لگا کہ حصن بہت قصور وار ہے

اس نے ہمیں اور بادشاہ کو رنج پہنچایا ہے ۔ نابغہ نے کہا آپ کو جو اطلاع ملی ہے وہ صحیح نہیں پھر ایک قصیدہ کہہ کر حصن اور اس کی قوم کی برأت ظاہر کی اور بادشاہ سے عفو کی درخواست کی ۔ اس قصیدہ بائیہ کا مطلع حسب ذیل ہے ۔

انی کانی لدی النعمان خبره
بعض الاود حدیثاً غیر مکذوب[30]

اسی طرح تاریخ میں ایک اور واقعہ مذکور ہے جس میں غسائیوں نے نعمان بن وائل بن جلاح کی سرکردگی میں بنی ذبیان پر حملہ کیا اور ان کے کئی آدمی قید کر لیے ۔ قیدیوں میں نابغہ کی بیٹی عقرب بھی تھی ۔ نعمان کو اس کا علم ہوا تو اس نے عقرب سے کہا کہ ہمارے اور بادشاہ کے ہاں تیرے باپ کی قدر و منزلت ہے پھر اسے ساز و سامان دے کر رہا کر دیا ۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ نعمان نے یہ بھی کہا کہ نابغہ صرف اتنی سے بات سے خوش نہیں ہوگا ۔ پھر غطفان کے تمام قیدیوں کو رہا کر دیا ۔ نابغہ نے ایک قصیدے میں اس کی مدح کی ہے جس کا مطلع ہے :

اهاجک من سعداک مغنی المعاهد
بروضة نعمی فذات الاساود[31]

نابغہ کا ایک اور قصیدہ بھی ہے جس میں اس نے اپنی وادیٔ ذی اقر کی بے حرمتی سے ڈرایا ہے ۔ یہ وادی نعمان بن حارث غسانی کی ملکیت اور حفاظت میں تھی ۔ اور لوگ اس میں داخل ہونے سے احتراز کرتے تھے ۔ مگر بنی ذبیان ایسا نہ کرتے ۔ نابغہ نے انہیں اس بات سے ڈرایا ۔ مگر وہ اپنی ضد پر قائم رہے ۔ اس پر نعمان نے ابن جلاح کی سرکردگی میں ایک لشکر روانہ کیا ۔ اور اس نے ذی آقر پہنچ کر بنی ذبیان کے کئی آدمی قتل کیے اور ساٹھ قید کر لیے ۔ اور انہیں قیصر روم کے پاس بھیج دیا ۔ اس پر نابغہ نے یہ قصیدہ کہا :

کتمتک لیلاً بالجمومین ساهراً
و همین هماً مستکنا و ظاهرا[32]

ایک دوسرے قصیدے میں انھیں کے متعلق کہتا ہے :

لقد نھیت بنی ذبیان عن آقر
و عن تربعھم فی کل اصفار[۳۳]

مذکورہ واقعات سے ظاہر ہے کہ نابغہ کو غسانیوں کے خاص رابطہ اور تعلق تھا ۔ اور اسی تعلق نے اُس کے اور نعمان بن منذر کے درمیان وحشت پیدا کر دی تھی ۔ مؤرخین عرب نے اس امر کو پیش نظر نہیں رکھا اور اس وحشت کے کچھ اور اسباب بیان کئے ہیں ۔ حالانکہ وحشت کی جو وجہ ہم نے بیان کی ہے مذکورہ واقعات سے وہ صریحاً ثابت ہوتی ہے ۔ اور نابغہ نے نعمان سے معذرت کرتے ہوئے جو قصائد کہے ہیں ان میں سے ایک قصیدے میں خود اس کے قول کی تائید ہوتی ہے ۔ چنانچہ کہتا ہے ۔

ملوک و اخوان اذا ما اتیتھم
احکم فی اموالھم و اقرب[۳۴]

اس شعر میں ملوک اخوان سے اُس کی مراد غسانی امراء میں جو اس کی آمد کو بہ نگاہ عزت دیکھتے اور اس کی قوم کے قیدیوں کو رہا کر دیا کرتے تھے[۳۵] ۔

نعمان کی مجلس میں رسائی

ابو قابوس نعمان ثالث جو منذر رابع کا بیٹا تھا ۵۸۱ء میں حیرہ کے تخت پر بیٹھا ۔ یہ بڑا جابر اور ہوشیار بادشاہ تھا ۔ اُس کی یہ خواہش تھی کہ وہ اپنے آپ کو ایک عظیم الشان بادشاہ ظاہر کرے ۔ اور یہ خواہش بھی تھی کہ غسانیوں کو ہر معاملے میں نیچا دکھائے جنہوں نے لخمیوں کو دو مشہور معرکوں (یوم حلیمہ ۵۵۴ء ۔ یوم عین اباغ ۵۷۰ء) میں شکست دی تھی ۔ اور ۵۸۰ء میں شہر حیرہ کو جلا دیا تھا ۔ بلکہ اس کی یہ خواہش تھی کہ ہر معاملے میں لہو و طرب میں بھی اُن سے پیش دستی لے جائے ۔ اس لیے اُس نے شعراء کو خوب خوب انعام دینے شروع کئے اور اس طرح عرب کے گوشے گوشے سے شاعر اس کے پاس جمع ہو گئے ۔ اس کی

خدمت میں باریاب ہو کر اس کی مدح سرائی کرتے اور اس کے عطایا سے مالا مال ہو کر اپنے طویل سفروں میں اُس کے گن گاتے جاتے۔

نابغہ جسے نعمان کے اسلاف کے عطایا کا ذکرِ جمیل تاحال یاد تھا اس زریں موقع کو کس طرح ضائع کر سکتا تھا۔ چنانچہ اُس نے غسانیوں کی رفاقت کو جن کا امیر اُن دنوں حارث سادس تھا خیر باد کہا اور حیرہ میں چلا آیا۔ نعمان نے بھی اس عظیم الشان شاعر اور تجربہ کار سیاسی شخصیت کی جسے یہ قدرت تھی کہ جس وقت چاہتا غسانیوں کے مقابلے میں مناذرہ کے پلڑے کو جھکا دیتا تھا اس کی شان کے لائق آؤ بھگت کی۔ اب نابغہ ہر طرف سے کٹ کر اسی طرف کا ہو رہا۔ اور ادب عربی میں نابغہ کا نام نعمان کے ساتھ اسی طرح مذکور ہوتا ہے جس طرح متنبی کا سیف الدولہ کے ساتھ لیا جاتا ہے[36]۔

اگرچہ نابغہ مدت تک نعمان کا ندیم و ہمنشین رہا اور اس کی اکثر مجالس میں شریک ہوتا تھا۔ اور نعمان نے اُسے اپنے انعامات سے اتنا مالا مال کر دیا تھا کہ سونے کے برتنوں میں کھاتا پیتا تھا۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ عرصہ دراز تک پاس رہنے کے باوجود اس فیاض بادشاہ کے مدح میں صرف چند قصائد کہے ہیں۔ ان میں سے ایک قصیدہ دالیہ بھی ہے جس میں نعمان کی بیوی کا سراپا بیان کر دیا ہے جس کے بعض اشعار الحاقیہ معلوم ہوتے ہیں[37]۔

نابغہ کے بر خلاف سازش

مختلف روایات کے پیشِ نظریہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ نابغہ حیرہ کے بادشاہ نعمان کا مقرب اور خاص شاعر تھا اور اس بادشاہ کے ہاں اس کی بڑی قدر و منزلت تھی[38] اور اس تقرب نے اُس کے کئی حاسد پیدا کر دیے تھے جو اس کوشش میں رہتے تھے کہ کسی طرح نابغہ کو نعمان سے متنفر کر دیا جائے۔ اس کوشش میں دو شخص سب سے پیش پیش تھے ایک عبدالقیس بن خفاف تمیمی اور دوسرا مُرہ بن سعد بن قریع سعدی۔ ان دونوں نے نابغہ کی زبان سے ایک قبیح ہجو نظم کی جس میں اس کے نانے کا ذکر بھی تھا جو موضع فدک میں سناروں کا کام کرتا تھا۔ اغانی نے اس

ہجو کے چار شعر نقل کئے ہیں جن میں سے تین یہ ہیں :

قبح اللہ ثم ثنی بلعن وارث الصائغ الجبان الجھولا

من یضر الادنی ویعجز عن ضر الاقاصی و من یخون الخلیلا

یجمع الجیش ذا الالوف و یغزو ثم یرزا العدو فتیلا[۳۹]

روایات سے یہ تو معلوم نہیں ہو سکا کہ عبد القیس سے نابغہ کو کیوں بغض تھا البتہ مرہ کے متعلق صاحب اغانی نے ذکر کیا ہے کہ اس کے پاس ایک نہایت عمدہ تیز تلوار تھی جسے اس کے جوہروں کی کثرت کے باعث ذو الریقہ کہتے تھے نابغہ نے نعمان سے اس تلوار کا ذکر کیا تو اس نے مرہ سے وہ تلوار طلب کر لی ۔ مرہ نے یہی کینہ دل میں رکھ کر نعمان سے نابغہ کی چغلی کھائی[۴۰] ۔ لیکن جب نعمان پر ان باتوں کا اثر نہ ہوا تو انھوں نے متجردہ کا قصہ پیش کر دیا جسے اکثر مؤرخین نابغہ سے نعمان کی نفرت کا سبب قرار دیتے ہیں ۔

اس واقعہ کا ملخص یہ ہے کہ نعمان نے اپنے باپ کی بیوی (یعنی سوتیلی ماں) متجردہ سے شادی کر لی تھی (زمانہ جاہلیت میں اس قسم کی شادی کا عام رواج تھا) جو عرب کی حسین ترین عورت تھی ۔ اور نعمان بدصورت اور قبیح المنظر تھا ۔ ایک دن اتفاقاً نابغہ نے متجردہ کو دیکھ لیا اور ہوا نے اس کی نقاب الٹ دی تو اس نے اپنے ہاتھ کو چہرے کے سامنے اوٹ بنا لیا ۔ نابغہ نے اپنے ایک قصیدے میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے ۔

سقط النصیف ولم ترد اسقاطہ

فتناولتہ و اتقتنا بالید

یہ ایک طویل قصیدہ ہے اور اس میں بعض ایسے شعر بھی ہیں جو حد ادب سے خارج ہیں ۔ بعض کہتے ہیں کہ اس قصیدے کی اطلاع نعمان کو مُرہ بن قریعی کے ذریعے پہنچی ۔ اور بعض کے نزدیک منخل یشکری شاعر نے پہنچائی جو نعمان کا ندیم اور متجردہ سے دلبستگی رکھتا تھا ۔ نابغہ کے اس قصیدے پر منخل کو غیرت آئی

اور اُس نے نعمان کو نابغہ کے خلاف بھڑکایا[۳۱] - لیکن اس روایت پر یہ جرح ہو سکتی ہے کہ صاحب اغانی نے لکھا ہے کہ منخل لشکری کو عمرو بن ہند نے قتل کر دیا تھا - کیونکہ وہ عمرو کی بیٹی پر عاشق تھا اور اس کے متعلق ایک قصیدہ کہا تھا جس کی ابتدا یوں ہوتی ہے -

و لقد دخلت علی الفتا
ة الخدر فی الیوم المطیر[۳۲]

اور یہ پوشیدہ نہیں کہ عمرو بن ہند کی وفات اور نعمان کی تخت نشینی میں قریباً دس برس کا فاصلہ ہے - پھر اس کے ساتھ یہ بھی پیش نظر رہنا چاہیے کہ نابغہ نے اپنے اعتزاریات میں ایک خاص ایسے شخص کی طرف بھی اشارہ کیا ہے جس نے بنی قریع کو چغلی پر اُکسایا تھا اور نابغہ کے حیرہ چلے آنے کے بعد وہیں دندناتا پھرتا رہا - چنانچہ اپنے قصیدہ بائیہ میں کہتا ہے -

لئن کنت قد بلغت عنی خیانة
لمبلغک الواشی اغش و اکذب[۳۳]

اور اپنے قصیدۂ عینیہ میں کہتا ہے -

لعمری وما عمری علی بھین لقد نطقت بطلاً علے الاقارع
اقارع عوف لا آحاول غیرھا وجوہ قرود تبتغی من تجادع
اتاک امرؤ مستبطن لی بغضة لہ من عدو مثل ذلک شافع
لکلفتنی ذنب امریٔ و ترکتہ کذی العر یکویٰ غیر وھوراتع[۳۴]

ان امور کے ساتھ جب ہم اس بات کا اضافہ بھی کر لیں کہ مناذرہ اور غسانیوں میں سخت رقابت تھی اور وہ ہر معاملے میں ایک دوسرے سے پیش دستی لے جانا چاہتے تھے اور نعمان یہ جانتا تھا کہ نابغہ اُس کے اور اُس کے آباؤ اجداد کے دشمنوں کی مدح سرائی کرتا رہا ہے تو یہ بات واضح اور ظاہر ہو جاتی ہے کہ نعمان کو یہ حق پہنچتا تھا کہ وہ ان واقعات کے بعد اپنے اس شاعر پر خفگی کا اظہار

کرے اور اسے دھمکائے ۔ اور انہی وجوہ کی بناء پر نعمان کے حاجب عصام نے اپنے دوست نابغہ کو وہاں سے بھاگ جانے کا مشورہ دیا[۳۵] ۔

نابغہ سب کچھ حیرہ میں چھوڑ کر بھاگ نکلا ۔ اور کچھ عرصے تک اپنی قوم میں مقیم رہا ۔ اس کے بعد شاہانِ غسان کی خدمت پہنچا اور یہ ۵۸۷ء کا واقعہ ہے ۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ جس غسانی بادشاہ کے پاس نابغہ پہنچا وہ حارث سادس کا بیٹا عمرو رابع تھا ۔ صاحب اغانی لکھتے ہیں ۔ فلما صار النابغة الی غسان نزل بعمرو بن الحارث الاصغر بن الحارث الاعرج بن الحارث الاکبر بن ابی شمر" یہ اپنے باپ کے بعد ۵۸۷ء میں تخت نشین ہوا ۔ اس لحاظ سے گویا نابغہ کی مجلس میں کم از کم سات سال رہا ۔

غسانیوں کے ہاں نابغہ کا دوبارہ ورود

جیسا کہ پہلے بیان ہوا غسانی امراء میں سب سے پہلے نابغہ کا تعلق عمرو بن حارث سے ہوا اس کے بھائی نعمان سے نہیں جیسا کہ بعض کا خیال ہے ۔ عمرو کی مدح میں اس نے شاندار قصیدے کہے ہیں منجملہ ان کے ایک بڑا مشہور قصیدہ بائیہ ہے جس کا مطلع یہ ہے ۔

کلینی لهم یا امیمة ناصب
و لیل اقاسیه بطیء الکواکب[۳۶]

اس کے بعد مدت تک بنی غسان میں مقیم رہا ۔ اور اس عرصے میں اُن کے امراء کے ساتھ بڑے بڑے شہروں میں گھومتا اور ان کی دینی و تمدنی مجالس میں حاضر ہوتا تھا اور اس طرح ان کی سیاست سے مطلع ہو کر اپنے معرکوں کی خبریں اپنے اشعار میں بیان کرتا ۔ اور ان کے مفاخر کا تذکرہ کرتے ہوئے مناذرہ پر اُن کی فتح یابیوں کی طرف بھی اشارہ کرتا تھا ۔ جیسا کہ حلیمہ کے مشہور معرکہ میں ہوا ۔

۵۹۸ء میں عمرو فوت ہوا تو نابغہ اس کے بھائی نعمان سادس کی خدمت میں پہنچا جو عمرو کے بعد تحت نشین ہوا تھا ۔ یہ امیر بڑا بہادر، جنگجو، اور غزوات کا شائق

تھا وہ اس بات کو برداشت نہ کرتا تھا کہ بدوی قبائل میں سے کوئی اس کے ملک کی حدود میں افراتفری پھیلائے ۔ مگر بنی ذبیان اور ان کے حلیف بنی اسد اور بنی حن جب غسانیوں کی حدود سے گزرتے تو ان کی محفوظ چراگاہوں میں اپنے جانور چراتے ۔ اور بعض اوقات غسانیوں کے جانور بھی ہانک کر لے جاتے ۔ نعمان کو یہ ناگوار گزرتا اور انھیں سزا دینا چاہتا تو نابغہ ان کی سفارش کرتا ۔ اگرچہ یہ اس کے لئے ایک خطرناک مقام ہوتا تھا ۔ مگر وہ اپنی دانائی ، کامیاب سیاست اور بہترین اسلوب بیان کے باعث اس کٹھن منزل اور دشوار گزار راستے کو نہایت خوش اسلوبی سے طے کرتا تھا ۔ کبھی تو بادشاہ کی تعریف کر کے اس سے رحم کی درخواست کرتا ۔ اور کبھی اپنی قوم کو دھمکاتا اور کہتا " السلیث منقبض علی براثنہ اور کبھی خود بادشاہ کو ڈراتا اور کہتا کہ بنی حن سے مڈ بھڑ پسندیدہ نہیں ۔ مگر جب بادشاہ فتح یاب ہوتا اور نابغہ کی قوم کے لوگ قید ہو جاتے تو پھر اس کی سفارشوں کا زمانہ آتا ۔ لیکن نعمان کا عہد حکومت زیادہ لمبا نہیں ہوا اور وہ قریباً ۲۰۰ میں ایک معرکہ میں مارا گیا ۔ نابغہ نے اس کے مرثیہ میں اپنا مشہور قصیدہ کہا جس کا مطلع ہے ۔

دعاک الھوی واستجھلتک المنازل
وکیف تصابی المرء والشیب شامل[۳۵]

مگر معلوم ہوتا ہے کہ نعمان کے جانشین حجر ثانی کے ہاں اس کی خاص قدر و منزلت نہ ہوئی امید تھی کہ نعمان بن منذر اس سے راضی ہو جائے گا ۔ چنانچہ بعض روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ نعمان نے اسے امان دے کر خود بلایا ، یا خود نابغہ نے شاہ حیرہ کی خبر مرض سنی اور چونکہ نابغہ کو اس سے محبت تھی اس لئے فوراً وہاں پہنچا ۔ یا بادشاہ کے عطایائے جزیلہ اسے کھینچ کر لے گئے ۔ بہرحال اس نے اسی سال غسانیوں کو چھوڑا اور اپنے دو دوستوں کے ساتھ جو بنی فزارہ میں سے تھے اور نعمان کے ندیم خاص تھے حیرہ کی راہ لی ۔ مشہور یہ ہے کہ ان میں سے ایک کا نام منظور بن زبان تھا اور دوسرے کا نام سیار بن عمرو[۳۶] ۔

اصفہانی اس واقعہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے ۔

"نابغہ کو خود تو اتنی جرأت نہ ہوئی کہ نعمان کی خدمت میں حاضر ہوتا کیونکہ تاحال وہ اس کی دھمکی سے بے خوف نہ تھا ۔ دوسرے وہ یہ بھی نہیں چاہتا تھا کہ مجرمانہ حیثیت میں اُس کے سامنے پیش ہو ۔ اس لئے معذرت میں خوش آئند قصیدے کہہ کر اپنی بریت کا اظہار کیا ۔ نعمان کے ندیم خاص ان فزاریوں کا نابغہ سے بھی تعلق تھا ۔ نعمان نے ان دو فزاریوں کے لیے چمڑے کا خیمہ نصب کرایا لیکن اسے یہ معلوم نہ تھا کہ نابغہ بھی ان کے ہمراہ ہے نعمان ان دو فزاریوں کے لیے ہر روز ایک مطربہ لونڈی کے ہاتھ تحفے تحائف اور عطریات بھیجتا تو فزاری کہتے کہ پہلے نابغہ کو دو ۔ لونڈی نے نعمان سے اس کا تذکرہ کیا تو اُسے نابغہ کے آنے کا علم ہوا ۔ نابغہ نے اس لونڈی کو اپنا قصیدہ دالیہ یاد کرا دیا اور اسے کہا کہ جب بادشاہ میں شراب کا اثر ہو جائے تو اُس وقت اسے یہ قصیدہ سنائے ۔ نعمان نے جب یہ قصیدہ سنا تو فوراً پکار اُٹھا "ھذا شعر علوی ۔ ھذا شعر النابغہ" بادشاہ باہر نکلا تو فزاری اس سے ملے نابغہ بھی ان کے ہمراہ تھا اس نے مہندی کا سرخ خضاب لگا رکھا تھا اس پر بادشاہ نے کہا اسے تو خون سے سرخ ہونا چاہیے تھا اس پر فزاریوں نے اس کی سفارش کی اور کہا "ابیت اللعن قد اجرناہ" والعفو اجمل اس پر نعمان نے نابغہ کو معاف کردیا اس سے قصیدہ سنا اور اسے انعام دیا"[٣٧]

جس زمانہ میں نابغہ حیرہ سے بھاگ کر غسانیوں کے پاس چلا آیا ان دنوں حسان بن ثابت کو نعمان کے پاس آنے کا موقع مل گیا تھا ۔ اور وہ نعمان کے مقرب شعراء کے زمرے میں داخل ہو گئے تھے ۔ لیکن نعمان کے حاجب عصام نے جو نابغہ کا دوست تھا انھیں آگاہ کر دیا تھا کہ آپ کی یہ قدر و منزلت نابغہ کی واپسی تک ہے اس کی موجودگی میں کوئی دوسرا اس سے بہرہ یاب نہیں ہو سکتا[٣٨] ۔ چنانچہ جب نابغہ دوبارہ نعمان کے پاس پہنچا تو ایسا ہی ظہور میں آیا ۔ خود حسان بیان کرتے ہیں کہ جب نابغہ نعمان کی خدمت میں پہنچا اور اپنا بائیہ اور عینیہ قصیدہ سنایا تو میں بیان نہیں کر سکتا کہ مجھے تین باتوں میں کس پر زیادہ حسد ہوا آیا اس کی دوبارہ واپسی اور

اور قرب پر یا اس کے اشعار کی خوبی پر یا اس پر کہ اُسے انعام میں سو سیاہ اونٹ ملے جو اُس زمانے میں نہایت کم یاب تھے[۴۸] ۔

نابغہ کے لیے یہی زیبا تھا کہ وہ اپنے بڑھاپے میں اُن تمام تہمتوں سے اپنی برأت ظاہر کرتا جو اس کے دشمنوں نے تراش رکھی تھیں ۔ اور ان دھبوں کو مٹانے کی کوشش کرتا جو چغلخوروں نے اس پر لگا رکھے تھے جنھوں نے اس کی خواب گاہ کو درشت اور اس کی نیند کو حرام کر رکھا تھا ۔ اور اس کا یہ قلق اور اضطراب ضرب المثل بن گیا تھا ۔ یہ تاثرات اُس کے تمام اعتزاریات سے نمایاں ہوتے ہیں ۔ مگر نصیب نے یاوری نہ کی کہ وہ اس دفعہ حیرہ میں زیادہ دیر تک اقامت کر سکے کیونکہ اس کی واپسی کے تھوڑے عرصے کے بعد کسریٰ نعمان پر جو اس کا نائب تھا خفا ہوا اور اس کی گرفتاری کے لئے لشکر روانہ کیا ۔ نعمان اپنے دارالحکومت سے بھاگ گیا ۔ اس کے آدمی تتر بتر ہو گئے ۔ اور آخر کچھ عرصے کے بعد ایرانیوں نے اسے گرفتار کر کے مدائن میں کسریٰ کے سامنے پیش کیا ۔ اور بروایت مشہور ۶۰۲ء میں ہاتھیوں کے پاؤں سے کچل دیا گیا[۴۹] ۔

نابغہ کی وفات

اس کے بعد نابغہ اپنی قوم میں چلا گیا ۔ اور نعمان کی موت کے کچھ عرصہ بعد تک زندہ رہا ۔ چنانچہ صاحب اغانی لکھتے ہیں کہ جب اُسے نعمان کی خبر موت پہنچی اور جو سلوک کسریٰ نے اُس کے ساتھ کیا اُسے بتایا گیا تو نابغہ نے کہا : طلبہ من الدھر طالب الملوک ۔ پھر بطور تمثیل چند شعر پڑھے[۵۰]۔ بعض راویوں کا بیان ہے کہ وہ بہت بوڑھا ہو گیا اور شعر گوئی ترک کر دی تھی ڈوبزگ مستشرق نے مختلف روایات کے پیش نظر یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ نابغہ اپنی عمر کے آخری ایام میں سٹھیا گیا تھا اور یمن میں گھومتا رہا یہاں تک کہ فوت ہو گیا[۵۱] ۔

مختلف راویوں کے اقوال سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نابغہ ایک خوش وضع اور با رعب شخص تھا اس کے کندھوں پر بالوں کی دو لٹیں لٹکی رہتی تھیں ۔ اپنی عفت شرافت اور خود داری کے لئے مشہور تھا اس نے عوام کی مدح سرائی سے ہمیشہ

اجتناب کیا ہے چنانچہ وہ خود کہتا ہے۔

وکنت امرءاً لا امدح الدھر سوقۃ
فلست علی خیر اتاک بحاسد

لیکن جب کبھی ایسے لوگ اس کی ہجو کہتے اور اسے ستانے پر تل جاتے تو پھر وہ ان کی تادیب سرزنش سے رکتا نہیں تھا چنانچہ اپنے ایک قصیدہ میں اس نے زرعہ بن عمرو کی ہجو کی۔[۵۲]

معیشت کے لحاظ سے وہ ایک خوش حال دولت مند اور صاحب شان شخص تھا لونڈیوں اور غلاموں کا مالک تھا۔ نعمان کے انعامات نے اسے فارغ البال بنا دیا تھا وہ ایک صائب الرای اور دنیاوی امور میں بصیرت رکھتا تھا اور اپنی قوم کے دلوں میں ایک بلند مرتبہ پر فائز ہوگیا تھا اپنے لخمی اور غسانی ممدوحین سے اسے نازبردارانہ تعلق تھا۔ اس لئے وہ جنگ اور صلح کے معاملات میں دخل دیا کرتا اور بوقت ضرورت بادشاہوں کے پاس اپنے قبیلے کی سفارش بھی کرتا اور اپنے شعر گوئی کے ملکہ کو اپنے سیاسی مقاصد میں صرف کرتا تھا۔

لوگ جہاں اپنی اجتماعی اور سیاسی مشکلات میں اس کی پناہ لیا کرتے تھے وہاں ادبی مشکلات میں بھی اس کا فیصلہ تسلیم کرتے تھے چنانچہ راوی متفقہ طور پر بیان کرتے ہیں کہ عکاظ کی ادبی محفلوں کی ریاست اس کے سپرد ہوتی تھی[۵۳]۔ کیونکہ اسے حسنِ ذوق، دقتِ نظر اور فیصلۂ درست کی قوت عطا ہوئی تھی۔ وہاں اس کے لئے سرخ چمڑے کا خیمہ نصب کر دیا جاتا۔ شعراء اسے اپنے اپنے شعر سناتے اور یہ اور یہ اپنے ادبی ذوق کے مطابق ایک کو دوسرے پر ترجیح دیتا۔ اور اس کا فیصلہ عموماً تسلیم کر لیا جاتا تھا البتہ بعض طبائع کو یہ فیصلہ ناگوار بھی گزرتا تھا چنانچہ حسان بن ثابت انصاری کے ساتھ اسے ایک دفعہ ایسا ہی واقعہ پیش آیا تھا۔

اس کا قصہ اس طرح ہے کہ سوق عکاظ میں ایک دفعہ خنساء نے نابغہ کو اپنا وہ قصیدہ سنایا جس میں وہ اپنے بھائی کے مرثیہ میں کہتی ہے۔

و ان صخواً لتأقم الهداة به
کانه علم فی رأسه نار[۹۴]

تو اس نے کہا کہ بخدا ابوبصیر نے مجھ سے پہلے مجھے اپنے شعر نہ سنائے ہوتے تو میں تمہیں اس موسم کے تمام شاعروں پر ترجیح دیتا ۔ اس کے بعد حسان بن ثابت نے اپنے اشعار سنائے تو نابغہ نے اعشے کو فضیلت دی حسان کہنے لگے بخدا میں تم سے اور تمہارے باپ دادا سے بھی بڑھ کر شاعر ہوں ۔ نابغہ نے حسان کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے میرے بھتیجے تم اس جیسا شعر نہیں کہہ سکتے ۔

فانک کاللیل الذی ھو مدرکی
و ان خلت ان المنتأی عنک واسع[۹۵]

پھر نابغہ نے خنساء سے کہا حسان کو اپنے اشعار سناؤ خنساء نے شعر سنائے تو حسان نے کہا میں نے تم سے بڑھ کر کوئی شاعرہ عورت نہیں دیکھی ۔ خنساء نے کہا یہ بھی کہیے کہ کوئی مرد بھی نہیں دیکھا ۔ حسان کہنے لگا کہ میں تم سے بڑھ کر شاعر ہوں دیکھو میں نے کہا ہے ۔

لنا الجفنات الغر یلمعن بالضحی
و اسیا فنا یقطرن من نجدة دما
ولدنا بنی العنقاء و ابنی محرق
فاکرم بنا خالا و اکرم بنا ابنما

خنساء کہنے لگی تم نے اپنے فخر کو کمزور کردیا ہے ۔ اور آٹھ مقامات میں اسے گھٹا کر بیان کیا ہے ۔ حسان کہنے لگا وہ کیسے ۔ خنساء نے کہا تم نے جفنات کا لفظ بیان کیا جس کا اطلاق دس سے کم پر ہوتا ہے جفان کہنا چاہیے تھا جس میں کثرت ہے ۔ پھر غر کا لفظ استعمال کیا اور غرہ صرف پیشانی کی سفیدی کو کہتے ہیں ۔ اگر البیض کہتے تو بہتر تھا ۔ جس میں وسعت ہے ۔ اسی طرح یلمعن کی جگہ یشرقن بہتر تھا کیونکہ لمعان میں دوام نہیں اشراق میں دوام ہے ۔ اور

بالضحلی کی جگہ بالدجلی کہتے تو مدح کے اعتبار سے زیادہ بلیغ تھا ۔ کیونکہ عرب میں مہمانوں کی آمد عموماً رات کے وقت زیادہ ہوتی ہے اور یقطرن کی جگہ یجرین مناسب تھا جس میں کثرت کے معنی پائے جاتے ہیں ۔ دم کی جگہ دماء زیادہ موزوں تھا ۔ علاوہ ازیں تم نے اُن لوگوں پر فخر کیا ہے جن کو تم نے جنا اور اپنے آباؤ اجداد پر فخر نہ کیا حسان لاجواب ہو کر اٹھ کر چلے گئے[۵۶] ۔

نابغہ کا مذہب :

نابغہ کے اشعار سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ خدا کی ہستی اور اس کی وحدانیت کا قائل تھا ، روز جزا و سزا پر بھی یقین رکھتا تھا چنانچہ وہ اپنے ایک قصیدہ میں کہتا ہے ۔

حلفت فلم اترک لنفسک ریبة
ولیس وراء الله للمرء مذهب

ایک دوسری جگہ کہتا ہے ۔

اذا فعاقبنی رہی معاقبة
قرت بها عین من یاتیک بالفند

آخرت کی جزا کے متعلق کہتا ہے ۔

ولکن لا تخاز الدهر عندی
و عند الله تجزیه الرجال

ایک شعر میں اس نے کعبہ ، رب کعبہ اور اس خون کی جو بتوں پر بہایا جاتا تھا قسم کھائی ہے ۔

فلا لعمر الذی مسحت کعبته
و ما هریق علی الانصاب من جسد

والمؤمن العائذات الطیر تمسه
حمار کبان مکة بین الخیل والسعد

ایک جگہ اور کہتا ہے

حلفت بمن تساق لہ الھدایا
علی التادیب یعصمھا الدرین

برب الراقصات بکل سھب
بشعث القوم موعدھا الحجون

شیخو یسوعی نے شعراء النصرانیہ میں نابغہ کا نصرانی ہونا ثابت کیا ہے مصنف الروائع نے بھی شیخو کی تائید کی ہے اور اس کے چند شعر نقل کئے ہیں مثلاً وہ کہتا ہے[56]

ظلت اقاطیع النعام مشوبلہ
لدی صلیب علی الزوراء منصوب

اس شعر کی شرح میں شیخو نے صاحب تاج العروس کا یہ مقولہ بھی نقل کیا ہے

" و قیل سمی النابغۃ العلم صلیبا لانہ کان نصرانیا۔"[57]

شیخو نے اس سلسلے میں نابغہ کے ایک دوسرے شعر کا بھی حوالہ دیا ہے

مجلتھم ذات و دینھم قویم
فما یرجون غیر العواقب

اس بات کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ نابغہ نے اپنے اشعار میں یوم الشعانین وغیرہ رسوم نصرانیت کا بھی ذکر کیا ہے

لیکن محض ان اشعار اور رسوم کے تذکرے کی بنا پر نابغہ کو نصرانی قرار دینا کسی طور بھی درست نہیں غسانی امراء جو مذہباً نصرانی تھے وہ نابغہ کے ممدوح تھے وہ ان کا ممنون احسان تھا اس بنا پر اس نے دین کو دین قویم کہا ہے اور عیسائی رسوم کا بھی تذکرہ کیا ہے مشہور مستشرق ڈنبرگ نے نابغہ کے نصرانی ہونے کی نفی کی ہے[58] نکلسن نے بھی لکھا ہے کہ اگر نابغہ کو اسلام کے اصول سے

روشناس ہونے کا موقعہ ملتا تو اس کی موت بطور ایک مسلمان کے ہوتی شام اور عراق میں ایک مدت تک مقیم رہنے باعث وہ عیسائیت کی بعض رسوم سے واقف ضرور تھا لیکن وہ عیسائی نہ تھا[۵۹] ۔

تبریزی نے اس کے قصیدۂ دالیہ کو جو اعتذار میں ہے معلقات عشر میں شمار کیا ہے ۔

۱۸۹۹ء میں ڈرنبرگ مستشرق نے دیوانِ نابغہ کا ایک ملحق شائع کیا ہے، جو اس مخطوطہ سے اخذ کیا گیا جسے القاسم خاستی نے ۹ جمادی الآخرہ ۶۹۲ھ میں کتب خانہ ساوہ کے قلمی نسخہ سے نقل کیا[۶۱] ۔ یاقوت معجم البلدان میں لکھتے ہیں کہ ساوہ میں دنیا کا ایک بڑا کتب خانہ موجود تھا جسے تاتاریوں نے جلا دیا تھا[۶۰]۔ ابوالقاسم خاستی کے اس مخطوطہ میں نابغہ کے ۵۸ قصائد اور قطعات درج ہیں ۔ اور ان میں وہ سات قصائد بھی موجود ہیں ۔ جنہیں طوسی نے ابن الاعرابی سے روایت کیا ہے[۶۲]۔

اس مخطوطہ ساوہ میں نابغہ کے مشہور قصیدہ

اتانی ابیت اللعن انک لمتنی
و تلک التی اھتم منھا و انصب

کے ۲۹ شعر درج ہیں حالانکہ اعلم شنتمری کی روایت میں اس قصیدے کے صرف ۱۲ شعر ہیں اور پیٹرزبرگ کے مخطوطہ میں ۲۰ شعر ہیں علاوہ ازیں اس مخطوطہ میں اور کئی اضافے ہیں جو دوسرے قلمی نسخوں میں موجود نہیں ۔

جن لوگوں نے دیوان نابغہ کی شروح لکھی ہیں ان میں سے ایک وزیر ابوبکر بطلیوسی ہیں ۔ اب شیخو یسوعی نے اپنے مجموعہ شعراء النصرانیہ میں جو ۱۸۹۰ء میں شائع ہوا دیوان نابغہ اور اس کی تمام شرح کو درج کیا ہے ۔ ۱۹۲۳ء میں امین عمر زیتون نے دیوان نابغہ کو بطلیوس کی مختصر شرح کے ساتھ شائع کیا ۔ اور اس کے ساتھ ہی عروۃ بن الورد، فرزدق، حاتم طائی، علقمۃ الفحل کے دیوان بھی خمسۃ دواوین العرب کے نام سے شائع کیے ۔ جنگ عظیم سے پہلے اس مجموعہ کو مکتبہ

الاھلیہ نے بیروت سے شائع کیا - پھر ۱۹۲۹ء میں شیخ عبدالرحمٰن سلام کے اہتمام اس کا دیوان شائع ہوا[۶۳]۔

اس کے اشعار کی صحت نسبت کے متعلق یہی کہہ سکتے ہیں کہ اس میں بعض الحاقی شعر بھی ہیں لیکن یہ نہیں کہ ڈاکٹر طٰہٰ حسین کی طرح ہم نابغہ کے تمام اشعار کو الحاقیہ قرار دیں - یا نابغہ کے وجود سے ہی انکار کر دیں -

نابغہ کی شاعری اور اس کے اشعار کی قدر و قیمت

علماء ادب اور شعر فہمی کا صحیح مذاق رکھنے والے لوگ نابغہ کے متعلق عام طور پر لکھتے چلے آئے ہیں کہ اس کا کلام بارونق ہوتا ہے اس میں تکلف نہیں ہوتا قصائد کا آغاز نہایت عمدہ طریق سے ہوتا ہے جمحی نے اسے امرئ القیس کے بعد طبقہ اولیٰ میں سے شمار کیا ہے[۶۴] -

اصمعی کہتے ہیں کہ بشار سے اشعر الناس کے متعلق دریافت کیا گیا تو کہنے لگا کہ اہل بصرہ تو امرؤ القیس اور طرفہ کو سب سے بڑا شاعر مانتے ہیں - اہل کوفہ بشر بن ابی حازم اور اعشیٰ کو - اور اہل حجاز نابغہ اور زہیر کو اور اہل شام جریر ، فرزوق اور اخطل کو[۶۵]۔

ابن قتیبہ الشعر والشعراء میں لکھتے ہیں کہ علامہ شعبی کہتے ہیں کہ میں خلیفہ عبدالملک کے پاس آیا تو وہاں ایک شخص موجود تھا جسے میں نہیں جانتا تھا - عبدالملک نے اس شخص سے متاثر ہو کر کہا کہ سب سے بڑا شاعر کون ہے اس نے کہا میں - اس کے اس قول نے اس کے اور میرے درمیان ایک تاریکی پیدا کر دی - جو اپنے آپ کو سب سے بڑا شاعر خیال کرتا ہے - میں نے کہا امیر المومنین یہ کون شخص ہے عبد الملک نے میری اس جلد بازی سے تعجب کیا اور کہا یہ اخطل ہے - میں نے کہا اس سے بڑا شاعر تو وہ ہے جو کہتا ہے -

هذا غلام حسن وجهه مستقبل الخير سريع التمام

للحارث الاكبر والحارث الأصغر الأصغر والاعرج خير الانام

ثم لهند و لهند، و قد ينجع فی الروضات ماء الغمام

ستة باءهم ما هم هم خير من يشرب صفو[66] المدام[67]

اخطل نے کہا یہ سچ کہتے ہیں نابغہ مجھ سے بڑا شاعر ہے پھر خلیفہ عبدالملک نے مجھ سے کہا کہ نابغہ کے متعلق تمھاری کیا رائے ہے۔ میں نے کہا حضرت عمر نے کئی دفعہ اسے سب شاعروں پر ترجیح دی ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ اپنے مکان سے باہر نکلے تو بنی غطفان کا ایک وفد حاضر تھا۔ آپ نے ان سے فرمایا تمھارا کون شاعر کہتا ہے۔

حلفت فلم اترک لنفسک ریبہ و لیس وراء الله للمرء مطلب[68]

انھوں نے کہا یہ شعر تو نابغہ کا ہے۔ پھر فرمایا اچھا یہ شعر کس کا ہے:

فانک کاللیل الذی هو مدرکی

و ان خلت ان المنتأی عنک واسع

لوگوں نے کہا یہ شعر نابغہ کا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ تمھارے شاعروں میں سب سے بڑا شاعر ہے[69]۔

اغانی اور شواہد مغنی میں علامہ شعبی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ربعی بن حراش راوی ہیں کہ ہم لوک حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا یہ شعر کس کے ہیں:

حلفت فلم اترک لنفسک ریبة و لیس وراء الله للمرء مذهب

لئن کنت قد بلغت عنی خیانه لمبلغک الواشی اغش و اکذب

فلست بمستبق اخا لاتلمه علی شعث ای الرجال المهذب

لوگوں نے کہا یہ نابغہ کہتا ہے آپ نے فرمایا یہ کون کہتا ہے:

الا سلیمان اذ قال الملیک[91] له

قم فی البریه فاحددها[92] عن الفند

لوگ کہنے لگے یہ نابغہ کا شعر ہے ۔ آپ نے فرمایا اچھا اس شعر کا قائل کون ہے ۔

اتیتک عاریا خلقاً ثیابی علی خوف تظن بی الظنون
فالفیت الامانۃ لم تخنها کذالک کان نوح لا یخون

لوگوں نے کہا یہ نابغہ کہتا ہے ۔ آپ نے فرمایا یہ شعر کس کا ہے ۔

لست بذاخر لغد طعاماً حذار غد لکل غد طعام

لوگوں نے کہا اس کا قائل نابغہ ہے ۔ آپ نے فرمایا یہ تمہارا سب سے بڑا شاعر ہے ۔ اور شعر کا سب سے زیادہ واقف ہے ۔

ایک دفعہ حضرت ابن عباس سے دریافت کیا گیا کہ سب سے بڑا شاعر کون ہے تو آپ نے ابو الاسود دؤلی سے کہا کہ اسے بتاؤ تو انھوں نے کہا سب سے بڑا شاعر وہ ہے جو کہتا ہے ۔

فانک کاللیل الذی ھو مدرکی
و ان خلت ان المنتأی عنک واسع

لوگوں نے کہا یہ تو نابغہ کا شعر ہے ۔ حسان بن ثابت کے متعلق بھی یہ روایت ہے کہ اُن سے سب سے بڑے شاعر کے متعلق دریافت کیا گیا ۔ تو انھوں نے کہا ابو اُمامہ یعنی نابغہ ۔ اصمعی سے روایت ہے کہ ابو عمرو بن العلاء کے پاس نابغہ اور زہیر کا ذکر کیا گیا تو اُنھوں نے کہا کہ زہیر تو نابغہ کے اشعار کی روایت کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا تھا[70] ۔

شعیب بن صخر کہتے ہیں کہ عیسیٰ بن عمر عامر بن عبدالملک مشمعی کو نابغہ کے اشعار سنا رہے تھے تو میں نے کہا اے ابو عبداللہ بخدا شعر تو یہ ہیں نہ اعشیٰ کا یہ قول :

”لسنا نقاتل بالعصی ولا نرا می بالحجارۃ“[71] ۔

ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ جو لوگ نابغہ کو باقی شعراء پر ترجیح دیتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ نابغہ کا کلام بہت واضح ہوتا ہے - اس میں ردی اور بھرتی کے لفظ کم ہوتے ہیں - اور اس کے اشعار کا مطلع و مقطع نہایت اچھا ہوتا ہے - اور اشعار پر ایک خاص رونق ہوتی ہے[۲] -

نابغہ کے اشعار کی قدر و قیمت کا اس سے بھی اندازہ ہو سکتا ہے کہ صاحب لسان العرب نے تقریباً ۳۶۰ مقام میں اس کے اشعار بطور استشہاد پیش کیے ہیں - (ملاحظہ ہو فہارس لسان العرب از پروفیسر عبدالقیوم بٹ صاحب) علاوہ ازیں امالی للقالی اور ادب الکاتب لا بن قتیبہ میں بھی دس دس گیارا ، گیارا اشعار بطور استشہاد پیش کئے گئے ہیں - ملاحظہ ہو القالی للبغدادی جلد اول صفحہ پانچ

الغرض نابغہ کی شخصیت میں شعر کے عناصر ایک بلند درجے تک جمع ہیں - اس کا شعور نہایت لطیف اور رقیق ہے جس کے اثرات اس وقت ظاہر ہوتے ہیں جب کوئی قومی جذبہ اس پر مسلط ہوتا ہے - خوف و حراس کا جذبہ ہو یا شفقت و شجاعت کا جیسا کہ اس کی ہجوؤں اور اعتذاریات میں نظر آتا ہے اور اسی لیے ادباء میں یہ مقولہ مشہور ہے کہ النابغة اشعر الناس اذا رهب ، یہ بالکل صحیح ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس کے اعتذاریات میں ایک گہرا غم موجود ہے جس میں قلق و اضطراب کے ساتھ انتہائی خلوص کی آمیزش بھی ہے جو شاعر کو اس امر پر آمادہ کرتا ہے کہ وہ اپنے تمام عقلی اور جذباتی وسائل اپنی براءت میں استعمال کر دے - پھر جب اسے یہ خوف ہوتا ہے کہ یہ امور نفع بخش ثابت نہ ہوں گے تو پھر اس کے دل میں الم انگیز بد شگونی اور انتہائی مایوسی پیدا ہو جاتی ہے - اور یہ بھی دراصل اسی شعورِ حساس کا نتیجہ ہے -

نابغہ کو مفرد اور مرکب تشبیہات میں بھی کمال حاصل ہے - چنانچہ اپنے ایک قصیدے میں نیل گائے اور شکاری کتوں کی آویزش کا خوب نقشہ کھینچا ہے - اور دریائے فرات پر ہوا کے چلنے سے جو کیفیت پیدا ہوتی ہے اسے نہایت خوش آئند پیرایہ میں بیان کیا ہے -

جب نصیحت کرنا چاہتا ہے یا اپنی رائے کو ظاہر کرنے کا ارادہ ہوتا ہے - یا قصور وار کی سفارش منظور ہوتی ہے یا کوئی فیصلہ پیش نظر ہوتا ہے تو نہایت متانت ، سنجیدگی اور آہستگی برتتا ہے - انہی باتوں نے اسے سیاست اور ادب میں ایک بلند مقام عطا کیا تھا - اور شاہی مجلسوں میں اپنے قبیلے کی نمائندگی کرتا اور سوق عکاظ میں اُدبا کا حکم مقرر ہوتا -

اشعارِ نابغہ پر ناقدینِ فن کے بعض اعتراضات

ناقدینِ فن نے نابغہ کے بعض اشعار پر اعتراض بھی کئے ہیں - مثلاً نیل گائے کی صفت میں کہتا ہے :

تحید عن استن سود اسافلہ
مشی الاماء الغوادی تحمل الحزما[۳۳]

اصمعی نے اس پر یہ اعتراض کیا کہ ایسے مقام میں اماء کی صفت رواح سے ہوتی ہے غدو سے نہیں ہوتی ، کیونکہ وہ شام کے وقت ایندھن لے کر آتی ہیں -

اپنے دالیہ قصیدے میں کہتا ہے :

تخب الی النعمان حتی تنالہ
فدی لک من رب طریفی و تالدی
وکنت امرءاً لا امدح الدھر سوقة
فلست علی خیر اتاک بحاسد[۳۴]

اس پر یہ اعتراض ہے کہ ممدوح کو اپنی مدح کا احسان جتلایا ہے - اور اپنی مدح کو خیر و خوبی قرار دیا ہے جو ممدوح کے پاس پہنچی ہے - اور شاعر اس پر حسد نہیں کرتا -

اپنے قصیدۂ بائیہ میں ممدوح کی تعریف میں کہتا ہے :

اذا ما غزا بالجیش حلق فوقہ عصائب طیر تھتدی بعصائب
جوانح قد ایقن ان قبیلہ اذا ما التقی الجمعان اول غالب

ابن قتیبہ نے اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ نابغہ کے ان اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگ سے پیشتر ہی پرندوں کو غالب و مغلوب کا پتہ ہوتا ہے ۔ حالانکہ پرندے لشکروں کے ساتھ مقتولین کی تلاش میں نکلتے ہیں ۔ انہیں یہ علم نہیں ہوتا کہ غالب کون ہوگا ۔ لیکن یہ اعتراض قوی نہیں کیونکہ شاعر یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ ممدوح کی فتح اپنے دشمنوں پر ایسی یقینی ہوتی ہے کہ پرندے بھی اسے جانتے ہیں اور اس کے لشکروں کے ساتھ رہتے ہیں ۔ اسی مطلب کو اس کے بعد کے شعر میں اس طرح واضح کیا ہے :

لهن عليهم عادة قد عرفنها
اذا عرض الخطى فوق الكواثب

اس کے بعض اشعار میں اقواء کا عیب بھی موجود ہے مثلاً اپنے ایک دالیہ قصیدہ میں کہتا ہے :

أ من آل مية رائح او مغتد   عجلان ذا زاد و غير مزود
زعم البوارح ان رحلتنا غداً   و بذاك خبرنا الغراف الاسود

کہتے ہیں کہ نابغہ کو اپنے اس عیب سے اُس وقت آگاہی ہوئی جب یثرب میں آیا اور اس کے اشعار کو گا کر سنایا گیا ۔ اس کے بعد یہ غلطی اس سے سرزد نہیں ہوئی<۵> ۔

اس کے علاوہ اس کے بعض اشعار میں عیبِ تضمین بھی موجود ہے یعنی پہلے شعر کا آخر دوسرے شعر کے آغاز سے وابستہ ہے ۔ مثلاً ایک جگہ کہتا ہے :

وهم وردوا الجفار على تميم   وهم اصحاب يوم عكاظ ، انى
شهدت لهم مواطن صادقات   اتينهم بود الصدرِ منى

ان چند خارجی نقائص کے علاوہ بعض معنوی فروگذاشتیں بھی موجود ہیں ۔ مثلاً ممدوح کی تعریف کرتا ہوا اس کی موت کے خیال سے گھبرا جاتا ہے کہ اس کے

ساتھ اس کے فضائل اور مکارم بھی ختم ہو جائیں گے ۔ حالانکہ مدح میں اس قسم کی باتیں معیوب اور بد شگونی سمجھی جاتی ہیں ۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ اس وقت یہ اسلوب مقبول ہو[۷۶] ۔

نابغہ کے اشعار

نابغہ کے بعض اشعار میں نہایت اچھوتے معنی ہیں ۔ مثلاً

تکلفنی ان یفعل الدهر همها
وهل وجدت قبلی علی الدهر قادرا

ترجمہ : میرا نفس مجھے اس امر کی تکلیف دیتا ہے کہ زمانہ اس کے مقصد اور مراد کو پورا کر دے ۔ (لیکن) کیا اس نے مجھ سے پہلے بھی کسی کو زمانے پر قابو پانے والا پایا ہے (یعنی زمانے پر قابو پانے والا) ۔

ایک عورت کی صفت میں کہتا ہے :

نظرت الیک بحاجة لم تقضها
نظر السقیم الیٰ و جوه العود[۷۷]

شعر ذیل بھی اس کے بہترین اشعار میں شمار ہوتا ہے :

و لست بمستبق اخاً لا تلمه
علی شعث ، ای الرجال المهذب[۷۸]

اصمعی اس کے شعر ذیل سے بہت تعجب کیا کرتا تھا ۔

و عیرتنی بنو ذبیان خشیته
وهل علی بان اخشاک من عار[۷۹]

شعرِ ذیل میں جو خیال ظاہر کیا وہ اچھوتا مضمون ہے ۔

فانک کالليل الذی هو مدرکی
و ان خلت ان المنتای عنک واسع[۸۰]

عفت کے بارے میں اس کا شعر ذیل بہترین سمجھا جاتا ہے۔

رقاق النعال طیب حجزاتہم
یحیون بالریحان یوم السباسب[82]

اس کا شعر ذیل بطور مثال استعمال ہوتا ہے:

و من عصاک فعاقبہ معاقبۃ
تنہی الظلوم ولا تقعد علی ضمد[83]

اشعار ذیل بھی اس کے بہترین شعر ہیں:

لو انہا عرضت لا شمط راہب عبد الا لہ صرورۃ متعبد
لرنا لبہجتہا و حسن حدیثہا و لخالہ رشداً و ان لم یرشد[84]

جب عبدالملک بن مروان حجاج پر ناراض ہوا تو اس نے نابغہ کا شعر ذیل تمثیلاً پڑھا:

نبئت ان ابا قابوس اوعدنی
ولا قرار علی زار من الاسد

اس کے بعض مضامین دوسرے شاعروں نے بھی لے لئے ہیں۔ مثلاً نابغہ کہتا ہے:

فلو کفی الیمین بغتک خولاً
لا فردت الیمین من الشمال

مُتقب عبدی نے یہ مضمون لے کر اس طرح ادا کیا:

ولو انی تخالفنی شمالی[85]
بتضبر لم تصاحبہا یمینی

نابغہ کا ایک شعر ہے :

فحملتنی ذنب امری و ترکتہ
کذی العر یکری غمرہ وھو راتع

کُمیت نے یہی مضمون لے کر اس طرح ادا کیا ہے :

ولا اکوی الصحاح براتعات[٨٦]
بھن العر قبلی ما کوینا

نابغہ کا ایک شعر ہیں :

و استبق ودک للصدیق ولا تکن
قتبا یعض بغارب ملحاحا

ابن میادہ نے یہی مضمون لے کر اس طرح ادا کیا ہے :

ما ان آلح الاخوان اسالھم
کما یلح بعض الغارب القتب[٨٧]

عرب کی امثال میں سے ایک مثل ہے اصدق من قطاۃ ۔ نابغہ نے اس کے مضمون کو اس طرح ادا کیا ہے :

تدعو القطا و بھا تدعی اذا نسبت
با حسنھا حین تدعوھا فتنتسب

نابغہ کے اشعار کو ہم تین بڑے بڑے حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں (١) اعتذاریات (٢) غسانیات (٣) سیاسیات ۔

اعتذاریات

اُدبا اور ناقدین فن میں سے اعتذاریات نابغۃ کو خاص شہرت حاصل ہے ۔ ان میں نعمان بن منذر کو چھوڑ کر بنی غسان کے ہاں جانے سے معذرت کا بیان ہے اور حُساد کی تہمت تراشیوں سے اپنا بری الذمہ ہونا ظاہر کیا ہے اور جیسا کہ پہلے

بیان ہوا اس کے بعد نعمان کی ناراضی دور ہوگئی تھی - اور نابغہ پھر اس کی خدمت میں جا پہنچا تھا - ان اعتذاریات میں سب سے مشہور قصیدہ دالیہ ہے جو پچاس اشعار پر مشتمل ہے اور آن ادبا کے نزدیک معلقات میں داخل ہے جو معلقات کو سات کی بجائے دس کہتے ہیں - اس قصیدہ میں وصف ، قصص ، مدح اور اعتذار وغیرہ فنون جمع ہیں -

اس قصیدے کے پہلے چھ اشعار میں اس نے منزل محبوبہ کے کھنڈرات کی توصیف کی ہے - قصیدہ کا آغاز اس شعر سے ہوتا ہے :

یا دار میۃ بالعلیاء فالسند
اقوت ، و طال علیھا سالف الابد

(اے محبوبہ میہ کا گھر جو مقام علیا اور سند میں واقع ہے وہ ویران ہو چکا ہے اور اسے ویران ہوئے عرصہ دراز گزر چکا ہے)

وقفت فیھا اصیلا کی اسائلھا
عیت جوابآ ، و ما بالربع من احد

میں بوقت شام یہاں ٹھہر گیا تا کہ اس کے مکینوں کا حال دریافت کروں لیکن وہ (کھنڈرات) کچھ جواب نہ دے سکے اور مکان میں کوئی شخص بھی موجود نہیں -

اس کے بعد شاعر نے ۱۳ اشعار میں پہلے تو اپنی آونٹنی کے کچھ اوصاف بیان کئے ہیں اور پھر جنگلی بیل اور کتوں کی باہمی آویزش کا بیان کیا ہے - اس حصے کا آغاز اس طرح کرتا ہے -

فعد عما تری ، اذ لا ارتجاع لہ
و انم القتود علی عیرانۃ اجد

(میں نے محبوبہ کے حال کا جو تغیر دیکھا ہے اسے جانے دو کیونکہ وہ حالت اب واپس نہیں آ سکتی اور اب پالان ایک مضبوط اور گٹھیلی آونٹنی پر رکھ دو)

مقذوفة بذ خیس النحض ، باز لها
له صریف صریف الفقر بالمسد

وہ ایسی قوی ہے کہ گویا اس اونٹنی پر گوشت پھینک دیا گیا ہے اور چباتے وقت اس کے دانتوں کی آواز اس طرح ہوتی ہے جس طرح چرخی کو گھماتے وقت دھرے سے نکلتی ہے -

اس کے بعد کے ۱۲ اشعار نعمان کی مدح میں ہیں جس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے :

فتلک تبلغنی النعمان ، ان له
فضلاً علی الناس ، فی الادنی و فی البعد

ایسی مضبوط اونٹنی مجھے نعمان تک پہنچا دے گی - بلاشبہ قریب اور بعید لوگوں پر اس کے فضل کی بارش ہوتی رہتی ہے -

بعد ازاں ۱۴ اشعار میں حاسدوں کی تہمتوں سے اپنا بری الذمہ ہونا ظاہر کر کے اختتام نعمان کی مدح پر کیا ہے - چنانچہ کہتا ہے :

فلا لعمر الذی مسحت کعبته
وما هریق علی الانصاب من جسد[88]

مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے کعبے کو میں نے چھوا اور اسے ہاتھ لگایا اور اس خون کی قسم جو پتھروں پر بہایا گیا -

غسانیات

نابغہ کی مدح سرائی امراء اور ملوک کے ساتھ مخصوص رہی ہے اسی لئے اسے درباری شاعر کہنا بالکل بجا ہے - اس کی وہ مدائح جو غسانیات کے نام سے موسوم ہیں بہت مشہور ہیں اور ان میں سب سے زیادہ مشہور قصیدہ بائیہ ہے جو عمرو بن الحرث کی مدح میں ہے -

عمر بن الحرث اصفر ملوک غسان میں سے تھا جب ابو قابوس نعمان نابغہ سے ناراض ہوا تو نابغہ نے اسی کے پاس پناہ لی تھی ۔ ذیل کا قصیدہ اسی کی مدح میں ہے اور نابغہ کے مشہور قصائد میں سے ہے ۔ جب یہ قصیدہ پڑھا گیا تو اس وقت بادشاہ کے پاس علقمہ بن عبدہ اور حسان بن ثابت بھی موجود تھے ۔ قصیدے کی ابتدا غم و اندوہ کی شکایت سے ہوتی ہے ۔

کلینی لھم یا امیمۃ ناصب
ولیل اقاسیہ بطیء الکواکب

(اے امیمہ مجھے اپنے تھکا دینے والے غم اور اس رات میں جس کے مصائب جھیل رہا ہوں اور جس کے ستارے سست رفتار اور دیر پا ہیں مبتلا رہنے دے ۔

تطاول حتی قلت لیس بمنقض
و لیس الذی یرعی النجوم بآئب

رات کچھ اس طرح طویل ہوگئی کہ میں نے کہا یہ ختم نہ ہوگی ۔

اس کے بعد غسانیوں کی مدح کا آغاز اس طرح کیا ہے :

علی لعمرو نعمۃ بعد نعمۃ
لوالدہ لیست بذات عقارب

عمرو کا مجھ پر احسان ہے اس کے باپ کے احسان کے بعد اور وہ بچھوؤں والا نہیں ہے یعنی اس نے احسان جتا کر مکدر نہیں کیا ۔

وثقت لہ بالنصر اذ قیل قد غزت
کتائب من غسان غیرا شائب

مجھے اس وقت اس کی کامیابی کا بھروسہ ہو گیا جب کہا گیا کہ غسانی لشکر نے جو مخلوط نسل میں چڑھائی کی ہے ۔

نعمان غسانی کا مرثیہ بھی نابغہ کے بہترین اشعار میں شمار ہوتا ہے ۔

نعمان غسانی ایک جنگ میں قتل ہوا تھا اس کے قتل کی خبر نے لوگوں کو بہت مضطرب کر دیا اور وہ اس آمید میں تھے کہ یہ خبر جھوٹی ہو گی لیکن جب اس کی تصدیق ہو گئی تو نابغہ نے اس کا مرثیہ کہا ۔ مرثیے کے آغاز میں منازل محبوبہ کے کھنڈرات کا ذکر ہے پھر آونٹنی پر اپنے سفر کا ذکر ہے آونٹنی کی تعریف میں بہت کچھ لکھا ہے بعد ازاں نعمان کے دشمنوں کا تذکرہ ہے اور پھر مرنے والے کے خصائل حمیدہ کی تعریف کی ہے ۔

مرثیہ کا آغاز اس شعر سے ہوتا ہے :

دعاک الهوی واستجهلتنا المنازل
وکیف تصابی المرء دالشیب شامل

یہ طویل قصیدہ ۳۵ اشعار پر مشتمل ہے ۔

نابغہ اور سیاست بدووی

نابغہ کا صرف یہی اثر نہ تھا کہ وہ اپنی مدح سے کسی کو بلند کر دے اور ہجو سے کسی کے مرتبے کو پست کر دے بلکہ بدویانہ زندگی میں صلح و جنگ کا اور قبائل کے باہمی عہد و پیمان میں بھی اس کی شخصیت کو بڑا دخل تھا اپنے قصیدہ دالیہ میں اس نے اپنی قوم اور بنی اسد کی مخالفت کی تائید کی ہے اور پھر مخالفین کی قوت کو بتلایا ہے ۔ اس قصیدہ کو نظم کرنے کا سبب یہ تھا کہ ایک دفعہ زرعہ بن عمرو بن نوید سوق عکاظ میں نابغہ سے ملا اور اسے مشورہ دیا کہ اپنی قوم سے کہو کہ بنی اسد سے اپنا معاہدہ توڑ دیں نابغہ نے اس بات کو تسلیم نہ کیا ۔ اس کے بعد نابغہ کو اطلاع ملی کہ زرعہ اسے دھمکیاں دیتا ہے اس پر نابغہ نے اپنا یہ مشہور قصیدہ کہا اس قصیدے کے کچھ اشعار حسب ذیل ہیں ۔

فحلمت زرعة والسفاهة کاسمها
یهدی الی غرائب الاشعار

ارأیت یوم عکاظ حین تقینی
تحت العجاج وما شققت غباری

حوالہ جات

١- اصفہانی : اغانی : جلد ١١ ص ٣ طبع دارالکتب المصریہ ١٩٣٠

٢- سیوطی : شرح شواہد المغنی مطبوعہ مصر ص ٢٩ ، التبریزی : شرح القصائد العشر ص ١٥٣

٣- بغدادی : خزانۃ الادب جلد ٢ ص ١١٩

٤- سیوطی : شرح شواہد المغنی مطبوعہ مصر ص ٢٩

٥- بغدادی : خزانۃ الادب جلد ٢ ص ١١٩

٦- اصفحانی : اغانی : جلد ١١ ص ٣ طبع دارالکتب المصریہ ١٩٣٠ء

٧- اصفحانی : الاغانی جلد ١١ طبع دارالکتب المصریہ ١٩٣٠ء

٨- البغدادی : خزانۃ الادب ج ٢ ص ١٦ ، ابن قتیبہ : الشعر و الشعراء ص ٤٧ بریل لیڈن ١٩٠٢ء

٩- فواد البستانی : الروائع : ص ٧ طبع بیروت

١٠- نابغہ : دیوان ص ١١١ طبع مکتبہ ربیہ بیروت

١١- بغدادی : خزانۃ الادب ج ٢ ص ١١٦ طبع مکتبہ سلفیہ

١٢- ابن قتیبہ : الشعر و الشعراء ص ٧٠ طبع بریل لیڈن ١٩٠٢ء

١٣- جمحی : طبقات الشعراء : ص الاب لویس شیخو : شعراء النصرانیہ ص ٦٤٠ طبع بیروت

١٤- ابن قتیبہ : الشعر و الشعراء : ص ٧٠ طبع بریل لیڈن ١٩٠٢ء

١٥- شیخو یسوعی : مجانی الادب جلد ٦ طبع بیروت

١٦- ابن منظور : لسان العرب جلد ١٠ (تحت مادہ منبغ)

١٧- الوسیط

١٨- اصفہانی : آغانی جلد ٢ ص ١٠٩ شعراء النصرانیہ ص ٨٢٠

١٩- العقد الثمین ص ١٦٣ پر یہ شعر مذکور ہیں -

٢٠- فواد البستانی الروائع ص ٥

٢١- الاب لویس : شعراء النصرانیہ ص ٨٢١

٢٢- نابغہ : دیوان مطبوعہ مکتبہ اہلیہ ص ٨٦

٢٣- نابغہ : دیوان مطبوعہ مکتبہ اہلیہ ١٠١

٢٤- اصفہانی : اغانی : طبع دارالکتب المصریہ ص ٣ ، ابن قتیبہ : الشعر و الشعراء طبع لیڈن ص ١٧٣

٢٥- نابغہ : دیوان - مطبوعہ مطبع اہلیہ بیروت ص ١٠١
٢٦- ابن قتیبہ : الشعر و الشعراء مطبوعہ لیڈن ص ٥٣ ، ٥٧
٢٧- فواد البستانی : الروائع ص ٣٠
٢٨- فواد البستانی : الروائع ص ٣٠
٢٩- البغدانی - خزانۃ الادب ج ٢ ص ١١٩
٣٠- فواد البستانی : الروائع نمبر ٣٠
٣١- فواد البستانی : الروائع نمبر ٣٠ - الاب یسوعی : شعراء النصرانیہ
٣٢- نابغہ : دیوان مطبوعہ بیروت ص ٥٣
٣٣- فواد البستانی : الروائع : ٣٠
٣٤- نابغہ : دیوان - مطبوعہ بیروت : ٥٣
٣٥- جرجی زیدان - تاریخ ادب جلد دوم
٣٦- فواد البستانی : الروائع نمبر ٣٠
٣٧- اصفہانی : الاغانی : جلد ١١ ص ٨
٣٨- اصفہانی : اغانی : جلد ٢١ ص ١٣ (مطبوعہ مطبعہ داوالکتب المصریہ
٣٩- اصفہانی : اغانی : جلد ١١ ص ١٣
٤٠- اصفہانی : الاغانی - جلد ١١ ص ٨
٤١- ابن قتیبہ : الشعر و الشعراء مطبوعہ ص ٦٧ ، ٧٧ ; البغدانی - خزانۃ الادب جلد ٣ ص ١١٧
٤٢- اصفہانی : الاغانی : جلد ١١ : ١٣ ، ١٥
٤٣- نابغہ : دیوان - ١٦
٤٤- نابغہ دیوان : ٦٩ ، ٧٠
٤٥- اصفہانی : الاغانی : جلد ١١ ، ١٢ ، ١٣
٤٦- اصفہانی : الاغانی : جلد ١١ ، ١٥
٤٧- نابغہ : دیوان : ٩
٤٨- اصفہانی : الاغانی - جلد ١١ : ٢٧
٤٩- فواد البستانی : الروائع نمبر ٣٠
٥٠- الاب یسوعی : شعراء النصرانیہ
٥١- فواد البستانی : الروائع نمبر ٣٠
٥٢- ایضاً

۵۳- الاب یسوعی : شعراء النصرانیہ ص ٦۴

۵۴- نابغہ : دیوان

۵۵- نابغہ : دیوان

۵٦- اصفہانی : آغانی : جلد ۱۱

۵۷- اصفہاتی : الاغانی : جلد ۱۱ : ٦

۵۸- اصفہانی : الاغانی : جلد ۱۱ : ٦

۵۹- الاغانی : جلد ۱۱ صفحہ ۲۱ و ۲۲

٦۰- الاغانی : جلد ۱۱ ص ۳ ، ۴ ، طبقات الشعراء للجمعی ص ۲۷

٦۱- اغانی ص ۳ ، ۴ جلد ۱۱ شرح شواہد المغنی للسیوطی مطبوعہ مصر مطبعہ بہیہ ۱۳۲۲

٦۲- اغانی ص ۵ جلد ۱۱ - ۱۲ ص ۲۹ ، ۳۰

٦۳- الشعر و الشعراء مطبوعہ لیڈن ص ۷۰

٦۴- ابن قتیبہ الشعر و الشعراء ص ۷۸ - ۱۲

٦۵- الشعر و الشعراء ص ۷۸ - ۱۲

٦٦- ایضاً ص ۷۹ ٦٦ صوب

٦۷- ایضاً ص ۷۹ - ۱۲

٦۸- الشعر و الشعراء ص ۷۰ ، الاغانی ص ۱۰ جلد ۱۱ - ۱۲ ٦۸ : ملہب

٦۹- فواد البستانی : الروائع ۳۰ : ۳۱

۷۰- ابن قتیبہ : الشعر و الشعرا مطبوعہ لیڈن ص ۸۱

۷۱- ابن قتیبہ : الشعر و الشعراء ص ۸۱

۷۲- ایضاً

۷۳- ایضاً

۷۴- ایضاً

۷۵- الشعر و الشعراء ص ۷۴

۷٦- ایضاً

۷۷- ایضاً ص ۷۴ ، الشعر و الشعر ص ۷۴ تاریخ آداب اللغة العربیہ ص ۹۷ ، ۱۲

۷۸- آداب اللغة العربیہ لجرجی زیدان جزء اول ص ۹۹ - ۱۲

۷۹- الشعر و الشعراء ص ۷۲ آداب اللغة العربیہ ص ۹۹ ، ۱۲

۸۰- عمر اور سولی : الباغہ دنیای مطبوعہ مصر ۱۹۵۴ ، ۹۸ تا ۱۰۲

۸۱- اصیلانا

۸۲- زرقاء الیمامہ

۸۳- اهتم - غمزده ہوتا ہوں

۸۴- انصب : رنج اٹھاتا ہوں

۸۵- ربة : شک

۸۶- الشعر و الشعراء ص ۲۷ تاریخ اللغة العربیہ لجرجی زیدان ص ۹۹ ۲ ۱

۸۷- المشعر و المشعراء ص ۲۷ ، ۳۷ اللغة العربیہ لجرجی زیدان ص ۹۹ ۲ ۱

۸۸- المشعر و المشعراء ص ۴۷ - ۱۲

۸۹- المفصل حلد اول از ص ۷۷ تا ۸۷ - ۱۲

۹۰- الا لہ

۹۱- فارجرها

۹۰- ا لا لہ

۹۱- فازجرها